سندو ہند کا ایک علمی و ثقافتی تذکرہ

(رجال السند والہند الی القرن السابع)

(جناب مولانا ابو محفوظ الکریم صاحب معصومی لکچرر تاریخ مدرسہ عالیہ کلکتہ)

(۳)

مشرقی بنگال کے ایک صاحب تحقیق ڈاکٹر محمد اسحاق نے احمد بن محمد القاضی اور احمد بن محمد بن صالح التیمی القاضی کی جداگانہ شخصیتوں کو تسلیم کیا ہے: (India's Contribution to the Study of Hadith Literature P. 38) باوجودیکہ مبینہ بالا سقوط پر ان کو انتباہ ہوا ہے اور سید صاحب مرحوم کی تحریر سے جو سمعانی کی ظاہری عبارت پر مبنی ہے انھوں نے اختلاف کیا ہے اور ابن حجر کی لسان المیزان کا حوالہ دیا ہے (جلد ۱ ص ۲۷۰) گویا اصل نکتہ کو پالینے کے باوجود نتیجہ میں وہ سید صاحب مرحوم کی تحریر سے متفق ہو جاتے ہیں حالانکہ مبینہ سقوط کو مان لینے کے بعد احمد بن محمد القاضی کی شخصیت کا احمد بن محمد بن صالح التیمی کی شخصیت سے مختلف ہونے کا سوال ہی باقی نہیں رہتا، بہرحال زیر تبصرہ کتاب کے مؤلف اس غلطی سے محفوظ رہتے ہوئے ایک دوسری غلطی میں مبتلا ہو گئے ہیں جس کی وضاحت سطور بالا میں گذر چکی ہے۔

(ب) الصمۃ مولیٰ کندہ (رجال السند ص ۱۶۲)

مؤلف کو دھوکا ہوا ہے کہ شاید اسی الصمۃ مولیٰ کندہ کا ذکر یاقوت کی معجم البلدان میں الصمۃ بن عبد اللہ القشیری کے نام سے آیا ہو چنانچہ اشتراک اسم کے علاوہ بعض قرائن کی بنا پر دونوں کو ایک دیکھیے ماہنامہ معارف جلد ۲۲ ص ۳۴۳ - بقلم خود۔

ایک قرار دینے کی طرف مائل نظر آتے ہیں۔ مؤلف نے الصمۃ بن عبداللہ القشیری کا حال کتب طبقات وتراجم سے معلوم نہیں کیا ورنہ ان کو واضح طور پر معلوم ہو جاتا کہ ان دونوں کے ایک ہونے کا احتمال کسی طرح صحیح نہیں۔ الصمۃ بن عبداللہ القشیری دولتِ امویہ (تا ۱۳۲ھ) کے مشہور متغزل شعراء میں تھا اس کا مفصل تذکرہ الاغانی میں درج ہے (ج ۵ ص ۲۳) اس کی وفات عہد بنی امیہ میں طبرستان کے کسی علاقہ میں ہوئی اس کے بالمقابل الصمۃ مولی کندا کا تیسری صدی کے وسط میں تھا ۲۵۵ھ کے قریب اس کو خودسر ہونے کا موقع سندھ میں ملا تھا جیسا کہ خود مؤلف کی تصریح ہے اس بعد زمانی کے باوجود دونوں کے ایک ہونے کا گمان بھی نہیں ہو سکتا۔

(ج) مبارک الهندی المروزی (رجال السند ص۲۰۱)

کفایہ شیبیہ کے حوالہ سے جو قصہ درج کیا گیا ہے وہ زکریا القزوینی کی کتاب آثار البلاد میں لفظ مرو کے ماتحت درج ہے اس فرق کے ساتھ کہ کفایہ میں مبارک الہندی کا آقا مرو کا ایک مجہول دولت مند شخص قرار دیا گیا ہے اور زکریا قزوینی اس کو قاضی مرو لکھتے ہیں جس کا نام نوح بن مریم تھا کچھ اور جزوی اختلافات بھی دونوں کتابوں میں ملتے ہیں، تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو آثار البلاد (ص۳۰۶)

(د) محمد بن ابراہیم البیلمانی (رجال السند ص۲۰۶)

ترجمہ کا ماخذ یاقوت کی کتاب معجم البلدان ہے (لفظ نجران)۔ اسی شخص کا ذکر یاقوت نے لفظ بیلمان کے تحت بھی کیا ہے اور صاحب ترجمہ کا نام محمد بن عبدالرحمٰن البیلمانی بتایا ہے۔ (معجم البلدان جلد ا ص۷۹۹) مؤلف نے محمد بن عبدالرحمٰن کو محمد بن ابراہیم سے الگ سمجھ رکھا ہے یہی وجہ ہے کہ ابن ابراہیم کے ترجمہ میں صرف لفظ نجران کا حوالہ دیا ہے۔ ہمارا دعویٰ ہے کہ دونوں دراصل ایک ہی شخص ہیں البتہ لفظ نجران کے تحت یاقوت نے اس کو محمد بن ابراہیم لکھا ہے جو محتاج ثبوت ہے۔ صحیح محمد بن عبدالرحمٰن ہے۔ دونوں کے ایک ہونے کا ثبوت یہ ہے کہ ہر دو موقعوں پر یاقوت نے اس فقرہ کا اعادہ کیا ہے "حدث عنہ عبید اللہ بن العباس بن ربیع النجرانی"۔ اس پر مستزاد یہ ہے کہ سمعانی نجرانی کی نسبت میں عبیداللہ بن العباس بن الربیع النجرانی کے بارہ میں لکھتے ہیں "حدث عن محمد بن عبدالرحمٰن

البیلمانی" (الانساب ۹۵ ب) اس طرح یاقوت کا وہ بیان صحیح ثابت ہوا جو لفظ بیلمان کے تحت درج ہے۔ ہمارے دعویٰ کو اس بات سے بھی تقویت پہنچتی ہے کہ کتب تراجم و رجال میں محمد بن عبدالرحمٰن البیلمانی کے شاگردوں میں عبیداللہ النجرانی کا نام اور عبیداللہ النجرانی کے ترجمہ میں اس کے شیخ محمد بن عبدالرحمٰن البیلمانی کا نام مذکور ہے لیکن محمد بن ابراہیم کا ذکر کہیں نہیں آتا۔ سمعانی کے مذکورہ فقرہ کی توثیق حافظ ابن حجر کی تہذیب التہذیب سے ہوتی ہے جس میں محمد بن عبدالرحمٰن کے ترجمہ کے تحت ان کے شاگرد عبیداللہ النجرانی کا نام وارد ہے (تہذیب التہذیب جلد ۹ ص ۲۹۳) شاید مؤلف کو وہم ہو کہ تہذیب میں بر موقع عبیداللہ بن العباس بن ربیع الحارثی کا نام آیا ہے اس کے ازالہ کے لئے ہم تصریح کر دینا چاہتے ہیں کہ بنو الحارث دراصل نجران کا معروف قبیلہ ہے حافظ ابن حجر نے عبیداللہ کو قبیلہ سے منسوب کیا ہے۔ خلاصہ کلام یہ ہے کہ محمد بن ابراہیم البیلمانی کا مستقل ترجمہ درج کرنا عبث ہے۔ اس کا ذکر محمد بن عبدالرحمٰن کے تحت ہونا تھا۔

ایک اور امر کی وضاحت بھی ضروری ہے کہ مؤلف نے اپنی طرف سے محمد بن ابراہیم کے نام کے ساتھ الہندی کی نسبت بڑھا دی ہے حالانکہ خود یاقوت کی کتاب میں یہ نسبت موجود نہیں اور عجیب بات یہ ہے کہ یاقوت کا رجحان ہرگز یہ نہیں ہے کہ بیلمان کو ہند و سند کے علاقوں میں گردانا جائے باوجودیکہ البلاذری کے صحیح بیان سے اس کو واقفیت ہے اور اخیر میں اس نے بلاذری کا حوالہ درج کر دیا ہے یاقوت اپنے رجحان کا اظہار ان لفظوں میں کرتا ہے کہ: " ویشبہ ان یکون بارض الیمن ینسب الیہ محمد بن عبدالرحمٰن البیلمانی" الخ یاقوت کا یہ رجحان بالکل بے اصل بھی نہیں ہے اس لئے کہ سمعانی جن کو بلاد سند و ہند سے پوری واقفیت ہے بلاذری کے قول کی سختی سے تردید کرتے نظر آتے ہیں اور لکھتے ہیں۔ "لا اعرف بالسند ولا بالہند موضعا یقال لہ بیلمان (معارف ماہ [illegible])

ہم ذاتی طور پر بلاذری کی تردید ضروری نہیں سمجھتے اس لئے کہ بیلمان کو بلاد سند میں خود ابن خرداذبہ بھی شمار کرتا ہے (المسالک ص ۵۵ لیدن ۱۳۰۶ھ)

(۵) مسعود بن سعد بن سلمان الشاعر اللاہوری (رجال السند ص ۳۰)

سخت حیرت ہے کہ مسعود کا ترجمہ مؤلف نے نہایت مختصر بلکہ ناقص و تشنہ درج کیا ہے اور اس کی

وفات کی تاریخ بھی غلط بتائی ہے کس قدر عجیب بات ہے کہ غزنویوں کے عہد میں جو شخص لاہور میں پیدا ہوا پروان چڑھا اور عمر طبعی کو پہنچکر وہ گذرا ہو اس کے متعلق یہ لکھا جائے کہ "وتوفی ستۃ خمس عشر و ثلث مائۃ کذا فی بعض الکتب" حالانکہ دولت غزنویہ کا وجود ذہنی بھی ۳۱۵ھ میں نہ تھا معلوم نہیں مؤلف نے جو عموماً مستند کتابوں سے رجوع کرنے کے عادی رہے ہیں یہاں پر بعض الکتب سے کس کتاب کو مراد لیا ہے۔ اس کتاب میں بہرحال طباعت کی غلطی رہی ہوگی جس کو مؤلف نے حسب عادت بلا تامل نقل کر دیا ہے۔ مسعود کی وفات تقی کاشی نے ۵۲۵ھ میں بتائی ہے لیکن مشہور محقق محمد بن عبدالوہاب قزوینی ۵۱۵ھ کو اس کی وفات کا صحیح سال بتاتے ہیں۔ مسعود کا مبسوط و مستند ترین تذکرہ اس کے فارسی دیوان کی اندرونی شہادتوں سے اخذ کر کے قزوینی مرحوم نے تحشیۂ چہار مقالہ کے ضمن میں مرتب کیا تھا اس کا ترجمہ انگریزی میں پروفیسر براؤن نے رائل ایشیاٹک سوسائٹی لندن کے مجلہ میں شایع کیا اور ۱۹۱۶ء میں مرحوم شیخ عبدالقادر پروفیسر الفنسٹن کالج بمبئی نے اسے اردو میں منتقل کر کے معارف اعظم گڑھ کی پہلی جلد میں بالاقساط پیش کیا تھا۔

(و) ھرون بن موسیٰ الملتانی (رجال السند ص ۲۶۱)

مروج الذہب کی پوری عبارت نقل کی گئی ہے اور اخیر میں ابو دلف کا حوالہ غالباً مولانا ابوظفر ندوی مرحوم کی کتاب تاریخ سندھ سے ماخوذ ہے ابو دلف کی روایت میں ہارون بن عبداللہ نام ملتا ہے ہم واضح کر دینا چاہتے ہیں کہ یہ اختلاف محض روایتی ہے ورنہ مسعودی اور ابو دلف کی مراد ایک ہی شخص سے ہے۔

ھرون کا قدیم ترین تذکرہ ہمارے علم میں جاحظ کی کتاب الحیوان میں محفوظ ہے خود مسعودی کا ماخذ بھی یہی ہے۔ لیکن جاحظ کی کتاب میں اسے ابن موسیٰ الملتانی کے بجائے ھرون مولی الازد کہا گیا ہے ایک موقع پر جاحظ کی عبارت یہ ہے:-

وقد جمع ھرون مولی الازد الذی کان یرد علی الکیت ...

ولا اعرف من شانہ وصناعتہ وقد قال فی صفۃ الفیل اشعارا کثیرۃ ...

سلسلۂ بیان جاری رکھتے ہوئے جاحظ نے اس کا قصیدۂ لامیہ صفوان بن صفوان الانصاری کے حوالے سے نقل کیا اور مشکل الفاظ کی شرح کی ہے۔ صفوان الانصاری، داؤد بن مزید (یزید) مرزبان الہند کے رُوات میں تھا دیکھو الحیوان جلد، ص۲۴-۲۲، (اساسی ۱۹۰۶ء) دوسری جگہ صفوان کا مفصل بیان ملتا ہے کہ اہل ہند جنگی ہاتھیوں کی تربیت کس طرح کرتے تھے اور ایک موقع پر ہرون کا تنہا مقابلہ بڑے خوفناک ہاتھی سے ہوگیا تھا لیکن اس کی شجاعت و دلیری سے خوفناک جنگی ہاتھی بھاگ نکلا اس واقعہ پر قصیدۂ لامیہ کے علاوہ ہرون کے دو قطعے بھی درج ہیں، ایک قطعہ کا شعر ہے

مشیت الیہ وادعا متمھلاً   وقد وصلوا خرطومه بحسام (کل شعر)

دوسرے قطعہ کا پہلا شعر ہے

ولما اتانی انه و نیتد ونه   بقائم سیف فاضل الطول والعرض (کل ۷ شعر)

اس موقع پر ھرون بن فلان المولی، مولی الانصار کے الفاظ ہیں۔ چونکہ مسعودی کا ماخذ کتاب الحیوان ہے لہذا گمان غالب یہ ہے کہ مروج الذھب کے نسخوں میں موسیٰ کا لفظ دراصل مولی کی خرابی ہے اور فلان کا لفظ درمیان سے ساقط ہوگیا ہے۔ ہم نے لکھا ہے کہ ابودلف کا ہرون بن عبداللہ بھی یہی ہرون مولی الازد ہے اس کی دلیل یہ ہے کہ زکریا قزوینی ابودلف کی روایت کے زیر اثر اس کا نام ہرون بن عبداللہ مولی الازد بتاتا ہے اور پورا قطعۂ میمیہ نقل کرتا ہے جس کی نشاندھی ہم جاحظ کی کتاب الحیوان کے حوالے سے کرچکے ہیں (ملاحظہ ہو آثار البلاد ص ۸۱-۸۲ سنہ ۱۸۴۸ء)

(۲۸) ابوالضلع السندی (رجال السند ص۲۷۶)

مؤلف کے پیش نظر ابن الندیم اور زکریا قزوینی کی کتابیں ہیں۔ قزوینی کی آثار البلاد میں ابوالضلع ضاد معجمہ ہے اور الفہرست لابن الندیم میں بصاد مہملہ۔ اس کی عربی نظم جو بہترین ہندی ترانہ ہے قزوینی کی آثار البلاد میں منقول ہے پہلی دفعہ سید صاحب مرحوم نے عرب و ہند کے تعلقات میں اور اس کے بعد ابوظفر ندوی مرحوم نے تاریخ سندھ میں پوری نظم با ترجمہ نقل کی تھی۔ غالباً مؤلف نے براہ راست قزوینی کی کتاب سے رجوع نہیں کیا یہی وجہ ہے کہ نظم میں متعدد اغلاط ہوگئے ہیں۔

اس شاعر کا ذکر کتاب الحیوان میں دو موقعوں پر آیا ہے ایک جگہ اسی نظم کے پانچ شعر منقول ہیں (الحیوان جلد ۶ ص ۶۳) اور دوسری جگہ دو شعر ہجو کے (ایضاً جلد ۴ ص ۶۴) کتاب الحیوان میں ابو الاصلح اور ابو الصلع بضاد مہملہ طبع ہوا ہے ابن الندیم اور قزوینی کے نسخوں کا حال مذکور ہو چکا ہے۔ ہمارے خیال میں صحیح تلفظ ابو الضلع بضاد معجمہ ہے اس لئے کہ ابن الجراح کی کتاب کے واحد نسخہ میں اسی طرح لکھا ہے اور بڑی بات یہ ہے کہ معجم الشعراء کے ابواب الکنی میں ابو عبداللہ المرزبانی حرف الضاد المعجمہ کے تحت ابو الضلع السندی کا نام درج کرتا ہے (معجم الشعراء ص۵۱۰)

ابو الضلع السندی کا تذکرہ ابن الجراح کی کتاب الورقہ میں ملتا ہے۔ اس کے اشعار دعبل۔ ابو ہفان۔ عبدالصمد بن موسیٰ کی روایتوں سے نقل کئے گئے ہیں۔ عبدالصمد بن موسیٰ اس کو موسیٰ الہادی کا مولیٰ قرار دیتا ہے اور دعبل آل جعفر بن ابی طالب کے موالی میں شمار کرتا ہے۔ اس کے بارہ میں دعبل ہی کے الفاظ میں ہے "نزل بغداد ومات بها وكانت له اشعار فصاح ملاح"۔ پوری تفصیل کیلئے کتاب الورقہ (ص ۹۰۔ ۹۱) ملاحظہ ہو۔ یہاں ابو الضلع کے دو شعر کتاب الورقہ سے نقل کئے جاتے ہیں۔

يا نفس صبراً لا تهلكي يأسا قد فارق الناس قبلك الناسا

صبراً جميلاً فلست اول من اورثه الظاعنون وسواسا

۶۔ ہر چند کسی شخص کو سندھی یا ہندی قرار دینے کے بارہ میں ہم مؤلف کے نقطۂ نظر سے اپنا اختلاف مدلل واضح کر چکے ہیں۔ یہاں مؤلف کے نقطۂ نظر کے مطابق چند تراجم کی طرف اشارہ کر دینا چاہتے ہیں ہمیں یقین ہے کہ بہت سے تراجم کتاب سے خارج رہ گئے ہیں جن کے لئے مزید تلاش و جستجو کی ضرورت تھی اور تبصرہ کے لئے مواد کی فراہمی میں چند ترجمے جو سامنے آگئے ہیں انہی کی نشاندہی کر دی جاتی ہے۔

(الف) السندی بن بختاشہ :۔ اس کا ذکر طبری کی تاریخ میں کم از کم دو جگہوں میں آتا ہے اور ۲۲۳ھ کے وقائع کے ضمن میں عباس بن المامون کی سازش میں شریک ہونے والوں کی فہرست میں یہ الفاظ ملتے ہیں "واما السندی بن بختاشہ فامر المعتصم ان يوهب لابيه بختاشه لانه بختاشه لم يكن تبلغ بشئ من امر العباس فقال المعتصم لا اجمع هذا الشيخ ابنه ... ..."

سبیلہ (تاریخ الامم والملوک جلد ۳ ص ۱۴۲۶ مطبوعہ یورپ) ثانیاً منتصر بن المتوکل کے عہد میں ایک فوج رومیوں کے مقابلہ میں روانہ کی گئی تھی اس فوج کے میمنہ پر بقول طبری سندی بن بختاشہ متعین تھا (ایضاً تاریخ طبری جلد ۳ ص ۱۴۸۰ واقعات ۲۴۸ھ)۔ مؤلف کے نقطۂ نظر کے بموجب اسی عبارت سے بختاشہ کا ترجمہ بھی ماخوذ ہو سکتا ہے۔

(ب) تاریخ طبری میں ایک شخص سندی بن عصم (؟) کا نام آتا ہے اور ایک شخص سندی الحرمی بھی مذکور ہے۔ (دیکھو فہرست مرتبہ ڈخویہ)

(ج) زکریا قزوینی بامیان کے ایک فاضل طبیب کا ذکر کرتا ہے قزوینی کے الفاظ درج ذیل ہیں۔

"ینسب الیھا الحکیم فضل البامیانی، کان حکیماً فاضلاً عارفاً بانواع الحکمۃ طلبہ صاحب فارس اتابک سعد بن زنکی واکرمہ واحسن الیہ وقال ارید ان تحکم علی مولودی فقال افضل: الاحکام النجومیۃ لا یوثق بھا، قد تصیب وتخطی لکنی افعل ذلک لسنۃ او سنتین من الماضی فان وافق عملت للمستقبل فلما فعل ذلک قال الملک لہ ما اخطأت شیئا منھا وکان عندہ حتی مات (آثار البلاد ص ۱۰۳)

(د) ابو العباس بن السندی: محمد بن حارث الخشنی کتاب علماء افریقیہ میں ابو العباس بن السندی کا مختصر ترجمہ درج کرتے ہیں کہ:۔

"ومن رجال سوسہ رجل یعرف بابی العباس بن السندی، کان مذھبہ مذھب الشافعی والنظر الا انہ لم یکن فیما علمت من اھل المناظرۃ وکان ممن ضرب بہ الشیعی وعذبہ واخذ نعمتہ مات قبل سنۃ عشرین (علماء افریقیہ ص ۲۸۳ رقم ۱۲۶ مصر ۱۳۳۲ھ)

(ھ) مؤلف ہی کے نقطۂ نظر کا اقتضاء ہے کہ مندرجۂ ذیل ترجمہ بھی درج کتاب ہوتا:

"ابراھیم بن السندی بن علی بن بھرام، ابو اسحٰق، کان یخضب بالحمرۃ توفی سنۃ ثلاث عشرۃ وثلاثمائۃ، صاحب اصول، یروی عن محمد بن ابی عبد الرحمٰن المقری ومحمد بن زیاد الزیادی الخ (تاریخ اصبھان، ابو نعیم۔ جلد ۱ ص ۱۹۳) شاید اسی شخص کا ترجمہ مؤلف نے بیوں

ابراہیم بن علی بن السندی رجال السند ص ۴۲۸ درج کیا ہے۔ اور صرف ابو نعیم کی کتاب حلیۃ الاولیاء کا اقتباس پیش کیا ہے۔ فرق یہ ہے کہ تاریخ اصبہان میں ابراہیم بن السندی بن علی ہے اور حلیۃ الاولیاء میں ابراہیم بن علی بن السندی۔ دونوں کے ایک ہونے کی تقدیر پر مؤلف کی یہ شکایت کہ لم اقف علی ترجمۃ غیر ما ذکرتہ، دور ہو جاتی ہے کہ تاریخ اصبہان میں اس شخص کی تاریخ وفات مع دیگر تفصیلات درج ہے۔

۷۔ موضوعِ کتاب کا تقاضا ہے کہ چند ایسے تراجم کی طرف اشارہ کر دیا جائے جو ہند و سند سے گہرا تعلق رکھنے کے باوجود کتاب کے وسیع دائرے سے خارج رہ گئے ہیں۔

(الف) امام ابو حنیفہ نعمان بن ثابت بن زوطی اور ان کی اولاد و احفاد میں سے حماد و اسماعیل بن حماد کے تراجم نہ صرف توسعاً بلکہ بعض صریح روایات کی بنا پر موضوع کتاب سے واقعی تعلق رکھتے ہیں امام صاحب معروف روایت کی رو سے کابل سے تعلق رکھتے تھے ابن خلکان کابل کے بارہ میں لکھتے ہیں:۔ "وھی ناحیۃ من بلاد الھند (وفیات الاعیان ج ۵/۳۹۔۴۶ رقم ۳۶، طبعہ محی الدین عبد الحمید) اس روایت کی حد تک ہم خود امام صاحب کو رجال السند والہند کے دائرہ میں کھینچ لانا پسند نہیں کرتے لیکن ایک دوسری روایت وکیع کی اخبار القضاۃ میں ملتی ہے جس کی رو سے امام صاحب کی اصلیت سندھ سے ثابت ہوتی ہے۔ روایت کے الفاظ یہ ہیں "اخبرنی ابراھیم بن ابی عثمان قال حدثنی ابو خالد الاسلمی یزید بن یحیٰی قال اخبرنی حزان التیمی قال حدثنی ابی قال رأیت ثابتا ابا ابی حنیفۃ شیخاً جندیاً من مولد السند نجاراً قال وھو مولی امرأۃ منا من الولاء (اخبار القضاۃ جلد ۲ ص ۱۶۷ ترجمہ اسماعیل بن حماد مطبوعہ مصر ۱۹۴۷ء) اس روایت کے علاوہ امام صاحب کے جدِ اعلیٰ کا نام زوطی ایک خالص ہندی قوم جاٹ (عربی: زط) سے اس خاندان کا علاقہ ظاہر کرتا ہے۔

(ب) برامکہ کا خاندان حسب تحقیق سید صاحب مرحوم ہندی الاصل تھا اس کی پوری تفصیل مع دلائل و قرائن تاریخی و لغوی عرب و ہند کے تعلقات میں مذکور ہے مؤلف کتاب کو اس تحقیق سے پوری واقفیت ہوگی لہذا برامکہ کے تراجم سے کتاب کا خالی رہ جانا حیرت انگیز ہے۔ اس خاندان کے صرف ایک

فرد عمران بن موسیٰ بن یحییٰ البرمکی کا تذکرہ صرف اس ضعیف احتمال کی بنا پر درج کیا گیا ہے کہ شاید اس کی ولادت ونشأۃ سندھ میں ہوئی ہو (رجال السند ص ۱۸۹ - ۱۹۰) حالانکہ پورے برامکی خاندان کی اصلیت مختلف فیہ مسئلہ ہونے کے باوجود بدلائل راجح سندھ وہند کی معلوم ہوتی ہے۔

(ح) ابوحفص عمر بن محمد بن سلیمان المکرانی :- مکران کی کئی شخصیتیں کتاب میں درج ہیں لیکن ابوحفص کا ترجمہ خارج رہ گیا ہے۔ سمعانی اس فاضل محدث کا تعارف ان لفظوں میں پیش کرتے ہیں ۔" ورد العراق وخرج الی الحجاز وحدث بها عن ابی الحسین محمد بن احمد البزار (اصل : المزار) روی عنه ابو القاسم الشیرازی (الانساب ۵۴۱/ظ) ابن اثیر کے الفاظ قدرے مختلف ہیں ملاحظہ ہو:۔ "حدث عن ابی الحسین بن النقور البزار روی عنه ابو القاسم هبة الله بن عبد الوارث الشیرازی سمع منه بالحجاز (اللباب فی تهذیب الانساب جلد ۳/ ۱۷۴)

(د) عبد الرحمٰن بن البیلمان مولیٰ عمر بن الخطابؓ : مؤلف نے محمد بن عبد الرحمٰن البیلمانی کا ترجمہ جن مراجع کی مدد سے مرتب کیا ہے (رجال السند ص ۲۳۱) ان کا مجموعی طور پر تقاضا یہ تھا کہ خود عبد الرحمٰن البیلمانی کی ذات نظرانداز نہ کی جاتی۔ چنانچہ نسائی کی کتاب الضعفاء اور ابن حجر کی تہذیب التہذیب کے اقتباسات شاہد ہیں کہ عبد الرحمٰن البیلمانی بھی رواۃِ حدیث میں تھا اور محمد بن عبد الرحمٰن کو اپنے والد سے روایتیں پہنچی تھیں۔ ذیل میں عبد الرحمٰن کے ترجمہ کے لئے چند مراجع کی نشاندہی کی جاتی ہے۔

حافظ ابن حجر کی تہذیب التہذیب میں مبسوط ترجمہ درج ہے اس کے ابتدائی الفاظ یہ ہیں ۔" مولی عمر قال ابو حاتم عبد الرحمٰن بن ابی زید هو ابن البیلمانی الخ (تهذیب التهذیب جلد ۶ ص ۱۴۹ - ۱۵۰) سب سے قدیم ماخذ ابن سعد کی کتاب الطبقات الکبیر ہے اس کے الفاظ حسب ذیل ہیں ۔" عبد الرحمٰن البیلمانی من الاخماس اخماس عمر بن الخطاب وقال عبد المنعم بن ادریس کان من الابناء الذین کانوا بالیمن وکان ینزل بنجران وتوفی فی ولایة الولید بن عبد الملک" (طبقات ابن سعد جلد ۵ ص ۲۹۰ مطبوعہ یورپ) زبیدی شرح القاموس میں رقمطراز ہیں ۔" عبد الرحمٰن بن ابی زید البیلمانی مولی عمر بن الخطاب تابعی

عن ابن عباس وابن عمر و نافع وابن جبیر وعنہ ابنہ محمد و ربیعۃ الرای وابن اسحق قال ابو حاتم فیہ لین وذکرہ ابو حیان رکذا ر صحو ابن حبان) فی الثقات کان من فحول الشعر او رتاج العروس جلد ۸ ص ۲۵) حافظ صاحب جزرہ کے بیان کے مطابق بجز ایک صحابی سوق کے عبدالرحمن البیلمانی کا سماع دوسرے صحابہ سے ثابت نہیں ردیکھو تہذیب التہذیب جلد ۶ ص ۱۵۰، الاصابہ ترجمہ سرق رقم ۳۰۱۸ طبع کلکتہ)

(۵) مؤلف نے خمار قندھاریہ کا تذکرہ چھیڑ کر سندھ کی ایک بادہ فروش عورت کی یاد تازہ کردی جس کا نام مشہور رند ابو دلامہ کی شاعری و رندی کے طفیل میں محفوظ رہ گیا ہے اس کا نام دوم تھا ابو دلامہ اور اس سندیہ کا تعلق اسحاق بن ابراہیم الموصلی کی زبان سے قابلِ شنید ہے۔ راوی ابن المعتز ہے:—"

قال اسحق بن ابراھیم الموصلی: نزل بابی دلامۃ اضیاف لہ فغداھم ثم بعث الی سندیۃ نباذۃ یقال لھا دوم وارسل الیھا بجرۃ فوجھت الیہ فشربوھا ثم اعاد فبعثت باخری وجاءت تقتضیہ الثمن فقال لیس عندی ما اعطیک ولکن ادعولک فقال:۔

الا یا دوم دام لک النعیم — واحمر ملؤ کفک مستقیم
شدید الاصل ینبغ حالبا — قوی فوقہ فھو عظیم
یقویہ الشباب ویزدھیہ — وینفخ فیہ شیطان رجیم

ردیکھو کتاب البدیع ص ۱۳ گب میموریل سیریز) یہی واقعہ الآغانی میں مذکور ہے۔ جلد ۹ ص ۱۳۱ ابو عبیدہ معمر بن المثنی کی روایت میں اس قصہ کا تعلق دوسرے مشہور بدمست شاعر الاقیشر سے ہے ر الاغانی جلد ۱۰ ص ۸۵)

(۶) تیسری صدی کے اوائل میں بعہد معتصم باللہ بصرہ اور اس کے اطراف وجوانب میں ہیبت انگیزی کرنے والے جاٹ جرگوں پر عجیف بن عنبسہ نے فتح پائی، یہ سب عورتوں بچوں سمیت گرفتار کرلئے گئے ان میں ایک شاعر بھی تھا جس کا نام معلوم نہیں لیکن اس کی شاعری کا ایک دلچسپ نمونہ طبری کے ذریعہ محفوظ رہ گیا ہے ۲۲۰ھ کے وقائع کی تفصیل میں طبری نے ان خانہ بدوشوں کو گرفتار کرکے

بغداد لائے جانے اور معتصم باللہ کے سامنے کشتیوں پر سوار پیش کئے جانے کی پوری کیفیت لکھی ہے۔ اخیر میں یہ لوگ شامی سرحد پر عین زربہ میں آباد کئے گئے جہاں رومیوں کے متواتر حملوں کا شکار ہوتے رہے طبری کے الفاظ ہیں:۔ "فأغارت علیھم الروم فاجتاحوھم فلم یفلت منھم احد

فقال شاعرھم

یا اھل بغداد موتوا دام غیظکم　　شوقاً الیٰ تمر برنیّ وشھریز
نحن الذین ضربناکم مجاھرۃ　　قسراً وسقناکم سوق المعاجیز
لم تشکروا اللہ نعماہ التی سلفت　　ولم تحوطوا ایادیہ تبعزیز
فاستنصروا العبد من ابناء دولتکم　　من یازمان ومن بلج ومن تورز
ومن شناس وافشین ومن فرج　　المعلمین بدیباج وابریز
واللابسی کمخان الصین قد خرجت　　اسدانہ درنبر واز الدخاریز
والحاملین الشکی یلطت علائقھا　　الیٰ مناطق خاص غیر مخروز
یفری ببیض من الھندی ھامھم　　نبو بھلۃ فی ابناء فیروز
فوارس خیلھم دھم مزدعۃ　　علی الخزالجیم منھا والفرارین
مسخرات لھا فی الماء اجنحۃ　　کالابنوس اذا استحضرن والشیز
متی تروموا الینا فی غمر لجتنا　　حذراً نصیدکم صید المقاقیز
او اختطافاً وارھاماً کما اختطفت　　طیر الرجال خشاشاً بالشناقیز
لیس الجلاد جلاد الترط فاعترفوا　　اکل الثرید ولا شرب القواقیز
نحن الذین سقینا الحرب درتھا　　ونعقینھا مقاساۃ انکوالیز
لنسفعنکم سفعاً یذل لہ　　رب السریر ویشجی صاحب التیز
فابکوا علی التمر ابکی اللہ اعینکم　　فی کل اضحی وفی فطر ونیروز

یہ نظم مولد و دخیل الفاظ کے مطالعہ میں مفید ہونے کے علاوہ ایک دلچسپ تاریخی دستاویز ہے

جس میں بغداد اور دولت عباسیہ کے لئے زبردست چیلنج موجود ہے۔ اور تاریخ کے صفحات شاہد ہیں کہ اس گروہ پر عباسیوں کو آخیر میں فتح حاصل ہوئی لیکن اس کے لئے بڑی قربانیاں پیش کرنی پڑی تھیں اور شاعر کا قول اپنی جگہ پر بالکل صحیح تھا کہ جاٹوں سے لڑنا لقمہ تر کا نگلنا نہیں (طبری جلد ۳ صفحہ ۱۱۶۹ ، ۱۱۷۰ مطبوعہ یورپ)

(۶) ذو ن بن علی :۔ یہ شخص غالب گمان یہ ہے کہ جاٹ تھا اور حضرت علیؓ کے حامیوں میں تھا چنانچہ ورود بصرہ کے بعد حضرت علیؓ کے گرد پیش جو وفادار جماعتیں مختلف سرداروں کی سرکردگی میں جمع ہو گئی تھیں ان میں سے ایک گروہ زط اور سیابجہ کا تھا جس کا سردار ذو ن بن علی تھا (طبری جلد ا ص ۳۱۸۱ مطبوعہ یورپ)

۸۔ کتاب کی جزوی فروگذاشتوں اور مطبعی غلطیوں پر ایک نظر ڈالنا بھی بے موقع نہ ہوگا چند مطبعی اغلاط کی تصحیح ضرور مؤلف نے اخیر میں کر دی ہے۔ ضرورت مفصل غلط نامہ شائع کرنے کی تھی ہم نے سرسری نظر میں مندرجہ ذیل اغلاط جمع کر دیئے ہیں۔

ص۲۵ عبد الرحمٰن الریان الهندی	الریان ..... (اس شخص کا تذکرہ تراجم کے ضمن میں نہیں کیا گیا ہے)
ص۳۰ المهوات	المهواة
ص۳۱ بالمهندی البیض	بالمهندة البیض
ص۳۰ الاقصة	الاقصی
ص۴۲ .... بعد صبعة	.... بعد مصیبة
ص۴۲ .... امعنت فی عینها	.... امعنت فی عیونها
ص۴۳ بن	من
ص۴۴ من ابی روق الحضوانی	.... الهزانی
ص۴۵ جاراکا الطبیب	قدیم عرب مصنفین کی زبان پر شاق ہے

		چانک (چانکیا) کی تعریب ہے۔ جاناکا بھی چانکیا کی عربی شکل ہے لیکن حرف النون کا زائد ہونا غلط ہے (اس کی کتاب السموم کا نسخہ برلین کے علاوہ کئی دوسرے مقامات میں محفوظ ہے سب نسخوں کی مدد سے یہ کتاب شائع کی گئی ہے)
ص۹۹	الشوادس	الشواسد
ص۹۹	درس السحابة	دتة السحابة
ص۱۰۱	ينهانى الى	نيهانى أبى
ص۱۰۱	ذيل التأى	ذيل النوى
ص۱۴۲	وكان من اجمل النساء	وكانت ...
ص۱۸۳	الهاورى، روى شيخ	صحيح به اسقاط "روى".
ص۲۰۶	حديثا مكثرا	حديثا منكرا (سمعانى الانساب ۱۴ ب)
ص۲۱۱	ولوة باسمى	ونوه باسمى
ص۲۱۲	يجزى على الادب	يجرى على الادب
ص۲۱۳	البيرون ينسب التى	البيرون التى ينسب
ص۲۲۵	غيران اقل او أجن	.... اقل حبا او اجن
ص۲۳۱	ولم يسمعه	ولم يسمه
ص۲۳۶	عبد الله بن العباس	عبيد الله بن العباس (التهذيب ۷/۳۵)
ص۲۳۳	بالهند البيض	بالهندية البيض
ص۲۳۶	احمد بن موسى السكرى	... السكرى (الانساب ۲۹۳ ب)

(۱) اس مضمون کے تحریری کتابت سے متعلق ایک نوٹ ملاحظہ فرمائیں۔

ص ٢٣٥ محمد بن محمد بن خلف (بحواله معجم البلدان)	محمود بن محمد بن خلف (معجم البلدان ٢/٣٤٢ يورپ)
ص ٢٦٠ واصحاب الخيل	واصحاب الحيل (بالحاء المهملة)
ص ٢٦١ فطن الاسد	فطن الانس
ص ٢٦١ والمرف من نسبه ذوله	واكرم من فتنة دولت
ص ٢٦١ الخنشبيل	الخنشبيل
ص ٢٦١ غليظ الدارك	غليظ الوارك (؟)
ص ٢٦٢ بخطو خفيق	بخطو خفيف
ص ٢٦٢ قول الانهاری	قول الانصاری
ص ٢٤٢ يا مثل	يا الامثل
ص ٢٤٢ اذا امامدح وسهو الهند	اذا امامدح الهند ؟!
ص ٢٤٢ يستعل	لستعل
ص ٢٤٢ الامادية	الامادية - ص ٢٤٢ الكوف - الكرف (الكوكی؟)
ص ٢٤٢ الحيل	الجبل
ص ٢٤٢ رهاقت اهتز	هزت اهتز
ص ٢٤٢ الحجفل	الجحفل
ص ٢٤٥ نجلان	منجلان (بالميم)
ص ٢٤٥ فما اسرحديد	فما اسرحديدة
ص ٢٤٥ طلبت الاخوة	طلبتها الاخوة
ص ٢٤٥ يا آجنهن	حا آجنهن
ص ٢٤٥ لم يجد	لم يجد

ص۲۷۸ فیصع	خروع
ص۲۷۹ قام معہ صاعا بہ معو	قام معہ الصرا ۶۱
ص۲۷۹ یا سلیم	یا بن سلیم
ص۲۸۰ فما اسوحدید	.... حدیدا
ص۲۸۲ بنعیم صالح من صالح الغلمان	بفصلہم من صالح الغلمان
ص۲۸۳ کل لسان	بکل لسان
ص۲۸۳ بعض بیانی	بعض بیانی
ص۲۸۶ لبعض نروایا	بعض الزوایا
ص۲۹۱ ابن قمانص الهندی هو شاناق	ابن قمانص دراصل شاناق کے سرپرست کا نام ہے جس کے لئے شاناق نے کتاب السموم لکھی تھی خود شاناق کو ابن قمانص قرار دینا غلط ہے تعجب ہے کہ مؤلف نے ابن ابی اصیبعہ کی عبارت نقل کرنے کے باوجود یہ غلطی کی ہے (رجال السند ص۱۵۵)
ص۲۹۱ الطبیت	الطبیب

لکھنے کو اور بہت سی باتیں تھیں لیکن ضروری باتیں تمام تر پیش کی جا چکی ہیں ہمیں یقین ہے کہ ہمارے نشانزدہ تمام مقامات سے مؤلف کتاب یا دوسرے اہل نظر و تحقیق کا اتفاق کرنا ضروری نہیں گرچہ اپنے خیالات کی وضاحت میں اپنی معلومات کی حد تک ہم نے دلائل و شواہد بھی بہم پہنچائے ہیں۔

---

(۱) کتاب السموم کے نسخے برلین کے علاوہ استانبول، موصل اور دار الکتب المصریہ میں محفوظ ہیں ان تمام نسخوں کو سامنے رکھ کر متن کتاب کی تصحیح کی گئی ہے جو ۱۹۳۴ء میں برلین سے شائع کی گئی ایڈیٹر کا نام Bettina Strauss ہے کتاب کی ایک فصل خلیفہ مامون الرشید کے حکم سے حذف کر دی گئی تھی۔ غالباً اس فصل میں لڑکیوں کو زہر خوردنی کی عادی بنانے کی ترکیب لکھی گئی تھی عباس بن سعید الجوہری کے اصل الفاظ یہ ہیں: "قال لی المامون حین قرئ ان یقطع هذا الکتاب الجاریة المسمومة التی هذا من الجاهلیة من الهند ولا حاجة بنا الیه لانه یتلف فیه الطفیل من قبل ان یبلغ ... هذا الکتاب" (کتاب السموم ص ... مطبوعہ برلین ...)